ماں

جناب سید محمد یوسف صاحب

ماں —— محور ماحول لطیف، ستون کاشانۂ حیات زیب وزینت خانہ، مرکز امید وآرزو۔ جس کی ماںمتا لامحدود، جس کی محبت قید وبند سے آزاد۔ **ماں!** جس کا انداز پرورش بچے کے عمدہ کردار کا ضامن، جس کا سایہ بچے کی زندگی کی رونق اور جس سے محرومی زندگی کے لئے قید خانہ۔ جو خود مصیبتیں جھیل کر بچوں کو پالتی ہے، خود تکالیف اٹھا کر بچوں کو راحت پہنچاتی ہے، خود مصائب و کشمکش حیات کا مقابلہ کر کے بچے کو حیات نوبخشتی ہے۔ جس کے پاؤں کے نیچے بہشت ہے۔

ماں —— جو اپنی تمناؤں کا جنازہ نکال کر بچوں کی تمنا پوری کرتی ہے۔ اپنی آرزوؤں کی قربانی دے کر بچوں کے گلشن آرزو کو پھولنے پھلنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ جس کو بچوں کی خاطر خوشی سے جان دینا گوارا۔ جو خود پتھریلی، کھردری اور ریتیلی زمین پر لیٹ کر بچوں کو اپنے گداز جسم پر لٹا کر اور لوریاں سنا کر نیند کے آغوش میں دیدیتی ہے۔ جس کی آنکھیں بچے کو خوش اور بشاش دیکھ کر چمک اٹھتی ہیں اور وہی آنکھیں بچے کو مبتلائے غم دیکھ کر آبدیدہ ہوجاتی ہیں۔ جس کی جستجو: ''میرا بچہ بڑا ہو کر سماج میں ایک معزز شخصیت کا مالک بنے'' جس کی آرزو: ''میرا بچہ پھلے پھولے اور بڑھے''

ماں —— جو بچے کی ابدی حیات کی طالب رہتی ہے۔ وقت اجل بھی جس کے خشک لبوں پر یہی الفاظ جاری رہتے ہیں ''پالنے والے! میرے بچے دشمنوں سے دور، حوادث سے محفوظ اور زنجیر بیماری سے آزاد رہیں۔ یارحمٰن، یارحیم! میرا یہ ادنیٰ سا گلشن جس کو میں نے خون سے سینچا ہے، سدا سرسبز و شاداب رہے۔ یہ پنجۂ خزاں سے دور رہے۔ اے مالک حقیقی! اگر ان پر کوئی افتاد پڑتی، مصائب وآلام کا پہاڑ ٹوٹتا یا کوئی ناخوشگوار واقعہ کا خدشہ بھی لاحق ہوتا تو میں تیرا نام لے کر اپنی چادر میں ان کو چھپا لیتی تھی۔ ان کو اپنے سینہ سے لگا لیتی تھی۔ تیری عطا کی ہوئی طاقت ان کی حفاظت میں صرف کر دیتی تھی۔ لیکن آج تو اپنی مشیت و مصلحت سے ان کی اس پناہ گاہ کو ان سے چھین رہا ہے۔ اے پروردگار! میں تیری اس امانت کو جس کی نگہداشت کے لئے تو نے پیمانۂ دل کو محبت والفت سے لبریز کر کے رتبۂ مادری عطا کیا تھا اور کچھ امانتیں پرورش وتربیت کے لئے دی تھیں انھیں آج اب تیری ہی حفاظت میں چھوڑ کر واپس آرہی ہوں لیکن ایک دلی خواہش کے ساتھ ''اے کاش! یہ مرقع سدا بہار رہے، تیرا کرم ہمیشہ سایہ فگن رہے۔'' بوڑھی، غمزدہ اور بھاری بھاری پلکیں دو ستاروں کو جن کی روشنی مدھم ہو چکی ہوتی ہے ڈھانپ لیتی ہیں۔ بند ہوتی ہوئی آنکھیں بچوں کو بھی ایک پیغام دیتی ہیں ''بچو! میں نے تم سب کو اللہ کو سونپا۔ تم سب کا اللہ نگہبان ہے۔ دیکھو —— میرا سب سے پہلا سبق یاد ہے نا —— لبوں کو ہلکی سی جنبش ہوئی۔ جیسے کہہ رہے ہوں اب آخر وقت پھر سن لو پیاری شریعت کی بتائی ہوئی راہ پر چلنا کبھی گمراہ نہ ہوگے۔''

ماں —— جس کو آخر دم تک بچے کی بھلائی کی فکر رہتی ہے، سماج کی بھی وہ مایہ ناز اور جلیل القدر ہستی ہے جس کی عظمت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔

اگر بچے کی ولادت کے بعد اس ایک شئے کے

بدلے سونے کا ڈھیر دے دیا جائے تو جیسے ایک کھلا ہوا اور مہکتا گل چھین کر کاغذ کا پھول دے دیا ہو۔ جیسے صیاد نے بلبل سے باغ وگل چھین کر اس کو ایک قفس میں بند کر دیا ہو جس میں اب اس کو باقی عمر بسر کرنی ہو یا کسی عروس نو کو جڑاؤ زیورات دے کر اس کی تمناؤں کا خون کر دیا ہو اور ولولوں کو کچل دیا ہو۔

زمانۂ رسالت کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک دن جبکہ آفتاب اپنی مسافت ختم کر رہا تھا، اس کی تمازت کافی کم ہو چکی تھی، اس کی سنہری کرنیں زمین پر سونا بکھیر رہی تھیں۔ آفتاب نبوت اپنے چند اصحاب کے جھرمٹ میں ضوفشاں ایک مسافت طے کر رہا تھا۔ محبوب سبحانی کے چہرے سے نور ہویدا تھا جیسے زمین پر چاند اتر آیا ہو۔ ساکت آسمان صاحب معراج کے قدموں پر نظر جمائے تھا اور زمین کو فخر تھا کہ صاحب مکارم الاخلاق اس کے سینہ پر قدم رنجہ ہیں۔

رسول کریمؐ کا گزر ایک قبرستان سے ہو رہا ہے۔ یہ چھوٹا سا کارواں آگے بڑھ رہا ہے اور گرد کارواں کسی واقعہ کی خبر رسانی کر رہی ہے۔ دفعتاً میر کارواں کے قدم رکے اور صحابہ کی استفسارانہ نگاہیں رسولؐ کے چہرے پر جم گئیں۔

سب کی نگاہوں نے رسالت مآب کی نگاہوں کا تعاقب کیا تو دور ایک قبر سے اٹھتے ہوئے دھوئیں سے جا ٹکرائیں۔ ہاں دھواں سیاہ، اشک آور اور خطرناک دھواں۔

''مولا یہ دھواں کیسا ہے؟ —عذاب کا نتیجہ — عذاب ——ہاں—

اور یہ چار حروف نے ایک ہیجان برپا کر دیا۔

یہ کس کی قبر ہے— ؟——ایک ضعیفہ کے پسر کی ——اس کے گھر سے واقف ہو——؟—— جی ہاں——

اس ضعیفہ کو بلاؤ —— لبیک—— یارسول اللہ

کچھ دیر بعد جب ضعیفہ آئی تو اس کی مغموم و ضعیف آنکھیں قبر سے آشکار دھوئیں کو برداشت نہ کر سکیں۔

''مولا—— دھواں — یہ تو میرے بیٹے کی قبر سے نکل رہا ہے ——ہاں—— عذاب کا نتیجہ ہے —

رسول مقبولؐ نے اپنی عبا کا دامن قبر پر ڈال دیا۔ ضعیفہ نے جھک کر دیکھا—— کرب و بے چینی میں مبتلا پسر ۔ یا رحمۃ للعالمین! —اس کے حق میں دعا فرمائیں ——کیا اس نے تیرے ساتھ کوئی ناروا سلوک کیا تھا؟——''عمر میں ایک مرتبہ ——صرف ایک مرتبہ—— میرے ہاتھ کو طیش میں جھٹکا تھا'' —— یہ اسی کا لازمی نتیجہ ہے ——!!''اس کو بچایئے مولا—— اس کے حق میں دعائے مغفرت کیجئے'' —— پہلے تو ماں کی حیثیت سے اس کے فعل کو معاف کر!

مامتا جوش میں آئی، ضعیفہ نے نیلگوں آسمان کے نیچے دونوں ہاتھ بلند کئے، اشک آلود نگاہیں اوپر کو اٹھیں اور لبوں نے جنبش کی:

''اے رب العالمین! میں نے اس کو معاف کیا۔ اے قادر مطلق! میں تیری بارگاہ میں اس کی مغفرت کی طالب ہوں۔''

رحمۃ للعالمینؐ کے ہاتھ بارگاہ ایزدی میں بلند ہوئے — نگاہیں آسمان سے ٹکرائیں —— محبوبؐ نے خواہش ظاہر کی اور قادر مطلق نے فوراً دعا مستجاب کی —— دھواں جیسے اس قبر سے اٹھا ہی نہ تھا۔

یہ ہے ماں کا مرتبہ——اب ذرا اپنے قلب کی گہرائیوں میں دیکھئے کہ ہمیں ماں کے مراتب کا کتنا احساس ہے ہمیں اس کا کتنا لحاظ ہے۔ کاش! اس میں اضافہ ہوتا رہے۔